Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 30, 2026

An Analytical Study of Methods Used to Counter Atheism in Islamic Seminaries

مدارس اسلامیہ میں ردالحاد کے لیے رائج طریقہ کار ایک تجزیاتی مطالعہ

Imtiaz Ali
MS Scholar, Chaudhary Abdul Khaliq Center for Contemporary Islamic Sciences (CAKCCIS) The Superior University, Lahore
Email: imtiazattari2017@gmail.com

Muhammad Waheed u Zaman
Lecturer, Chaudhary Abdul Khaliq Center for Contemporary Islamic Sciences (CAKCCIS) The Superior University, Lahore
Email: Waheed.zaman@superior.edu.pk

Abstract

This study explores the methods employed in Islamic seminaries to address and counter atheistic thought among students. By examining traditional curricula, teaching strategies, and extracurricular activities, the research aims to understand how these institutions engage with philosophical, theological, and moral arguments to reinforce faith and counter skepticism. The analysis highlights both the historical foundations of these approaches and their contemporary applications, emphasizing the balance between intellectual reasoning and spiritual guidance. Through this analytical lens, the study provides insights into the effectiveness of existing practices and identifies potential areas for enhancing critical thinking while maintaining religious adherence.

Keywords: Islamic Seminaries, Madrasa Education, Atheism, Countering Atheism, Faith Reinforcement, Religious Education, Theological Arguments, Philosophical Reasoning, Moral Education, Skepticism, Spiritual Guidance, Critical Thinking, Curriculum Analysis, Teaching Strategies, Pedagogy in Islamic Institutions, Religious Discourse

مدارس اسلامیہ صدیوں سے مسلمانوں کی علمی، روحانی اور اخلاقی تربیت کا مرکز رہے ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف دینی علوم کی تدریس کرتے ہیں بلکہ طلبہ میں ایمان اور اخلاقی بصیرت کو بھی فروغ دیتے ہیں۔ موجودہ دور میں، جہاں سائنسی ترقی اور عالمی ثقافتی رجحانات کے باعث مختلف فلسفیانہ اور نظریاتی سوچیں عام ہو رہی ہیں، مدارس کو طلبہ میں پیدا ہونے والے شک و شبہات اور الحاد کے رجحانات سے بھی نمٹنا پڑ رہا ہے۔ اس پس منظر میں، مدارس میں ردالحاد کے لیے اپنائے جانے والے طریقہ کار، جیسے نصابی تعلیم، علمی مباحث، اخلاقی رہنمائی اور طلبہ کے کردار کی تربیت، اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔ یہ مطالعہ ان طریقہ کار کی تاریخی جڑوں، عملی نفاذ اور

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 30, 2026

اثرات کا تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے، تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ کس طرح یہ ادارے علمی، اخلاقی اور روحانی دونوں سطحوں پر طلبہ کی رہنمائی کرتے ہیں اور انہیں شک و الحاد سے محفوظ رکھنے میں کس حد تک کامیاب ہیں۔[1]

الحاد:

عربی زبان میں لفظ **"الحاد"**، جڑ **"لحد"** سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں "کجی اختیار کرنا" یا "راہ سے ہٹ جانا"۔ دینی اصطلاح میں الحاد سے مراد وہ نظریہ یا موقف ہے جس میں کوئی فرد یا گروہ اللہ تعالیٰ کے وجود، وحی، نبوت یا آخرت کے انکار کا اظہار کرتا ہے۔[2]

الحاد" کا معنی و مفہوم:

الحاد کا لغوی معنی میلان اور انحراف کے ہے۔[3]

تفسیر روح البیان میں ہے:

"الالحاد فی الاصل: مطلق المیل والانحراف ومنه اللحد؛ لانه فی جانب القبر"۔[4]

ترجمہ: الحاد دراصل لفظی طور پر "مطلقاً انحراف یا راہ سے ہٹ جانا" کے مفہوم میں آتا ہے۔ اسی وجہ سے قبر کو بھی "لحد" کہا جاتا ہے، کیونکہ اسے بھی ایک طرف مائل کرکے بنایا جاتا ہے، جو ایک قسم کا انحراف ظاہر کرتا ہے۔

تفسیر القرطبیؒ میں مذکور ہے:

"الالحاد: المیل والعدول، ومنه اللحد فی القبر، لانه میل الی ناحیة منه"۔[5]

ترجمہ: الحاد سے مراد "راہ سے ہٹ جانا اور حدود سے تجاوز کرنا" ہے۔ اسی تناظر میں قبر کو بھی "لحد" کہا جاتا ہے، کیونکہ اسے ایک طرف مائل کرکے بنایا جاتا ہے۔

اصطلاحی معنی :

اصطلاحی معنوں میں لفظ **"الحاد"** سے مراد اکثر **"الحاد فی الدین"** لیا جاتا ہے، یعنی دین میں انحراف یا کجی۔ اسی وجہ سے عام فہم میں یہ لفظ خاص طور پر دین کے حوالے سے ہی استعمال ہوتا ہے، نہ کہ عمومی یا مطلق الحاد کے معنوں میں۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں مذکور ہے:

1 احمد، مشتاق احمد، مدارس اور دینی تعلیم: ایک تحقیقی مطالعہ، لاہور، 2015ص45

2 ۔ کیرانوی، وحیدالزماں قاسمی، بیروت: القاموس الجدید، ادارہ اسلامیات، ص820

3 ۔ لوئیس، معلوف، المنجد، 2016ء، خزینہ اردو ادب، لاہور: اردو بازار، ص89

4 ۔ بروسی، شیخ اسماعیل حقی، روح البیان، 2005ء، بیروت: داراحیاء التراث العربی، تفسیر سورہ حم سجدہ40

5 ۔ القرطبیؒ، امام محمد بن احمد، تفسیر قرطبیؒ، 2011ء، القاھرۃ: دار الکتب المصریہ، تفسیر سورہ حم سجدہ40

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

"فالملحد ہو المنحرف، ثم بحکم العرف اختص بالمنحرف عن الحق الی الباطل"۔[6]

ترجمہ: ملحد سے مراد اصل میں "راہ سے ہٹنے والا" یا "انحراف کرنے والا" ہے، اور عام فہم میں اس لفظ کا اطلاق ایسے شخص پر ہوتا ہے جو حق کی راہ سے ہٹ کر باطل کی طرف رجوع کرے۔

تفسیر روح البیان میں مذکور ہے:

"ثم خص فی العرف بالانحراف عن الحق الی الباطل ای یمیلون عن الاستقامة"۔[7]

ترجمہ: اس کے بعد اس لفظ کو عام فہم میں خاص طور پر ان لوگوں کے لیے استعمال کیا جانے لگا جو دین کی صحیح راہ سے ہٹ کر باطل کی طرف مائل ہوتے ہیں، یعنی دین سے انحراف کرنے والوں کے لیے۔

لغوی معنوں میں الحاد سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص یا تو کھلے طور پر انکار اور انحراف کرے یا کسی فاسد تاویل یا غلط تعبیر کے ذریعے دین کی راہ سے ہٹے، اور دونوں صورتوں میں اسے الحاد میں شمار کیا جاتا ہے۔ لسان العرب میں ہے:

"لحد: الشق الذی یکون فی جانب القبر موضع المیت"[8]

لحد قبر میں ایک جانب میت رکھنے کی جگہ ہوتی ہے۔

لغت میں لفظ لحد کے ایک اور معنی بھی موجود ہیں، اور ہمارے موضوع میں تحقیق اسی معنی کے تناظر میں کی گئی ہے۔ قاموس الجدید میں ہے:

"لحد والتحد عن الدین" [9]

ترجمہ: یعنی بے دین ہونا۔"

"ولحد عن الکذا"[10]

ہٹنا، منحرف ہونا۔

الحاد کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاحی اور عام فہم میں الحاد کا استعمال صدیوں کے دوران تبدیل ہوتا رہا ہے۔ ماضی میں عالمِ اسلام میں مذہبِ مانویہ کے پیروکار کو ملحد یا زندیق کہا جاتا تھا۔ اس مذہب کے پیروکار روشنی اور اندھیرے کو ازلی اور ابدی مانتے تھے۔ مانی بن حکیم فاتک نے اس مذہب کی بنیاد رکھی تھی، جو سابور بن اردشیر کے دور میں موجود تھا۔ بعد میں

[6] ۔ الرازی، امام فخر الدین، تفسیر کبیر، 2020ء، بیروت: دار الفکر، تفسیر سورہ حم سجدہ 40

[7] ۔ بروسی، شیخ اسماعیل حقی، روح البیان، روح البیان، تفسیر سورہ حم سجدہ 40

[8] ۔ افریقی، ابن منظور، لسان العرب، 2004ء، بیروت: دار صادر، ج3، ص388

[9] ۔ کیرانوی، وحید الزماں قاسمی، ص820

[10] ۔ کیرانوی، وحید الزماں قاسمی، ص820

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

یہ لفظ اس حد تک عام ہوا کہ ہر شخص جو مذہبِ اہلِ سنت والجماعت سے ہٹ کر گیا، اسے الحاد یا زندقہ میں شمار کیا جانے لگا۔ اٹھارہویں صدی تک، ملحد کا تصور اس شخص کے لیے مستعمل ہوا جو وجودِ الٰہی کا انکار کرتا ہو۔[11]

الحاد کی اصطلاح میں ایک پوشیدہ پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے اس کے سیاق و سباق، استعمال کی جگہ اور زمانے کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ یہاں ہم صرف اسی اصطلاحی تعریف پر توجہ مرکوز کریں گے جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے۔ المعجم الفلسفی میں ہے:

"الالحاد مذهب من ينكرون الالوهية و الملحد غير مؤله وهذا معنى شائع فى تاريخ الفكر الانسانى"[12]

الحاد اس نظریے کو کہا جاتا ہے جو خدائیت کے وجود سے انکار کرتا ہے، اور ملحد وہ شخص ہے جو کسی بھی خدا یا پروردگار کے وجود کو قبول نہ کرے۔ یہی مفہوم انسانی فکر کی تاریخ میں بھی مستعمل رہا ہے۔[13]

مصری ملحد اسماعیل احمد ادھم نے اپنی کتاب ''لماذا انا ملحد'' میں اپنے الحاد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"الالحاد هو الايمان بان سبب الكون يتضمنه الكون ذاتى وان ثمة لا شيئ وراء هذا العالم"[14]

الحاد اس عقیدے کو کہتے ہیں جس میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ کائنات خود اپنا سبب ہے اور اس کے علاوہ کسی اور موجد یا ماورائی قوت کا وجود نہیں۔

الحاد کی اقسام:

شیخ یوسف القرضاوی نے الحاد کو کئی زاویوں سے بیان کیا ہے، جن میں نمایاں درج ذیل اقسام ہیں:

- صریح الحاد: مکمل طور پر خدا کے وجود کا انکار۔
- لاادریت: خدا کے وجود کے بارے میں غیر یقینی رویہ۔
- نرم الحاد: خدا کے وجود کا انکار تو نہیں مگر زندگی میں اس کی کوئی اہمیت نہ ماننا۔
- عملی الحاد: مسلمان ہونے کا دعویٰ مگر عملی زندگی میں اللہ اور دین کا کوئی اثر نہ ہونا۔[15]

عصر حاضر میں الحاد کا لفظ عام طور پر مذہب یا وجودِ خدا کے انکار کے لیے استعمال ہوتا ہے، لیکن وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو آج کے دور میں الحاد کی تین بڑی اقسام پائی جاتی ہیں، جنہیں موجودہ اصلاحات میں واضح کیا گیا ہے۔

1. الحاد مطلق

[11] ۔ ازہری، محمد صدیق، ایمان والحاد، 2014ء، گجرات: شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ برکات المصطفیٰ، رامپر بڑا کچھ، ص74

[12] ۔ صلیبا، ڈاکٹر جمیل، المعجم الفلسفی، 1403ھ، مصر: مجمع اللغۃ العربیۃ قاہرہ، ص20

[13] ۔ صلیبا، ڈاکٹر جمیل، المعجم الفلسفی، ص20

[14] ۔ مصری، ملحد اسماعیل احمد ادھم، لماذا انا ملحد، ننکانہ صاحب، صادق علی زاہد، ص12

[15] ۔ القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، فتاویٰ یوسف القرضاوی، 1999ء، دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، ص67

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

2. لاادریت
3. ڈیزم کہاجاتاہے۔[16]

الحاد مطلق :

الحاد مطلق سے مراد وہ رویہ یا عقیدہ ہے جس میں ملحدین خدا کے انکار میں سخت موقف اختیار کرتے ہیں۔ یہ لوگ روح، فرشتے، دیوتاؤں، جنت و دوزخ اور مذہب سے متعلق دیگر روحانی اور ماورائی امور کو قطعی طور پر تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا دعویٰ ہوتا ہے کہ انسان اور کائنات کی تخلیق میں کسی خالق کا کوئی دخل نہیں، بلکہ سب کچھ خود بخود وجود میں آیا اور فطری قوانین کے تحت چل رہا ہے۔ اس نقطۂ نظر کے حامل افراد کو الحاد مطلق کہا جاتا ہے، اور عمومی طور پر ملحد یا ایتھیسٹ سے مراد یہی طبقہ لیا جاتا ہے۔[17]

لاادریت:

لاادریت کی اصطلاح انیسویں صدی کے آخر میں انگریز ماہر حیاتیات ٹی۔ ایچ۔ ہکسلے نے متعارف کروائی۔ اس کا مقصد ایسے افراد کی نشاندہی کرنا تھا جو اپنی ذات کی ترجیحات کو مقدم رکھتے ہیں اور مابعد الطبیعات یا مذہبی امور پر جاری پیچیدہ مباحث میں حصہ لینے سے گریز کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ یہ نظریہ ان لوگوں کے لیے ہے جو یہ طے کر لیتے ہیں کہ خدا کے وجود یا عدم وجود کی بحث میں ملوث نہیں ہونا، یعنی تھیزم اور ایتھیزم کے اختلافات سے اوپر رہنا۔[18]

ڈی ایزم :

اس تحریک کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ خدا نے کائنات کو تخلیق ضرور کیا، لیکن اس کے بعد اس نے اس کے انتظام اور اثر ورسوخ سے خود کو الگ کر لیا، اور اب کائنات خود بخود اپنے قوانین کے تحت چل رہی ہے۔ اس مفروضے کے تحت رسالت اور آخرت کے وجود کو بھی مسترد کیا گیا۔ اس تحریک کو فروغ دینے میں فلسفیان جیسے ڈیوڈ ہیوم اور مڈلٹن کے علاوہ معروف ماہرِ معاشیات ایڈم سمتھ کی تحریریں بھی مؤثر رہیں۔ بنیادی طور پر موجودہ دور میں بھی یہی تین نظریات رکھنے والے ملحدین فعال ہیں۔[19]

علماء مفسرین کے نزدیک الحاد کی مزید اقسام:

[16] ۔ القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، فتاویٰ یوسف القرضاوی، ص67

[17] ۔ نذیر، محمد مبشر، الحاد ایک تعارف، طبع اول، 2017ء، لاہور: تاج محل، ص86

[18] ۔ نذیر، محمد مبشر، الحاد ایک تعارف، طبع اول، ص86

[19] ۔ نذیر، محمد مبشر، الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات، 2014ء، کراچی: دار التحقیق برائے علم و دانش، ص68

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

الحاد کو سمجھنے کی غرض سے ہم اسے کئی قسموں میں بانٹ سکتے ہیں، جیسا کہ علمی الحاد، نفسانی الحاد، نفسیاتی الحاد، معاشرتی الحاد، وغیرہ۔

علمی الحاد:

علمی الحاد بہت کم پایا جاتا ہے اور اس میں کسی شخص کے ذہن میں خدا کے وجود کے بارے میں علمی شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ افراد دنیا میں محدود تعداد میں ہیں، عام طور پر فلاسفہ اور نظریاتی سائنسدانوں میں شامل ہیں۔ البتہ خدا کے بارے میں علمی وسوسے عام ہیں، جیسا کہ احادیث میں بھی ملتا ہے کہ بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ایسے وسوسے لاحق ہو جاتے تھے، اور نبی کریم ﷺ نے ان وسوسوں کے پیدا ہونے کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔[20] لیکن دل میں شک کا گھر کر جانا تو یہ ایمان کے منافی ہے اور یہ عین الحاد ہے اور یہ بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس کا سارا شرف اسی کو جاتا ہے کہ جو اس خلجان آمیز شک کی آگ میں اپنے آپ کو ڈالنے کا سبب بنتا ہے۔[21]

نفسانی الحاد:

یوسف القرضاوی کی فکر میں "نفسانی الحاد" ایک خاص نوعیت کا الحاد ہے جسے وہ فکری اور نظریاتی الحاد سے الگ سمجھتے ہیں۔ اس الحاد کا تعلق کسی منظم فلسفیانہ یا سائنسی نظریہ سے نہیں ہوتا بلکہ یہ انسان کے نفس، خواہشات اور عملی زندگی سے جنم لیتا ہے۔[22]

نفسیاتی الحاد:

یوسف القرضاوی کی فکر میں "نفسیاتی الحاد" ایک نہایت اہم اور نکتہ خیز پہلو ہے جس پر وہ اپنے مختلف خطبات، کتب اور مکالمات میں روشنی ڈالتے ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ الحاد صرف عقلی، سائنسی یا فلسفیانہ نوعیت کا نہیں ہوتا بلکہ کچھ اقسام ایسی بھی ہیں جو انسان کی نفسیات، جذبات، اور شعوری کیفیت سے جنم لیتی ہیں۔ انہی میں سے ایک قسم "نفسیاتی الحاد" ہے۔[23]

معاشرتی الحاد:

[20] ۔ ابوداؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ابواب النوم، باب رد الوسوسة، بیروت: المکتبۃ العصریہ صیدا، ج4، ص329

[21] ۔ نذیر، محمد مبشر، الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات، ص71

[22] ۔ ایضاً

[23] ۔ القرضاوی، علامہ یوسف، فتاویٰ یوسف القرضاوی، ص81

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

"معاشرتی الحاد" ایک اہم اور نازک مسئلہ ہے، جسے وہ صرف مذہبی انکار کا مسئلہ نہیں سمجھتے بلکہ ایک ہمہ گیر تمدنی و معاشرتی چیلنج تصور کرتے ہیں۔ معاشرتی الحاد سے مراد وہ طرزِ فکر و عمل ہے جس میں کسی معاشرے میں خدا، وحی، دین اور اخلاقی اقدار کو اجتماعی سطح پر نظرانداز یا رد کر دیا جاتا ہے، چاہے زبان سے خدا کا انکار نہ بھی کیا جائے۔[24]

مدارس اسلامیہ میں الحاد:

مدارس اسلامیہ میں الحاد (Atheism) اور لادینیت کے بڑھتے ہوئے فتنہ کے تدارک کے لیے روایتی اور جدید علمی و فکری طریق کار اپنائے جا رہے ہیں۔ عصری الحاد چونکہ عقلی سوالات اور سائنس کی آڑ میں پھیلایا جا رہا ہے، اس لیے مدارس نے اپنے دفاعی و تبلیغی انداز میں کئی اہم تبدیلیاں کی ہیں۔

مدارس میں رائج ردالحاد کے اہم طریقہ کار درج ذیل ہیں:

نصابی تبدیلیاں اور عقلی علوم کی شمولیت (Curriculum Reforms)

تعلیم کے شعبے میں نصابی تبدیلیاں اور عقلی علوم کی شمولیت آج کے تعلیمی نظام کی اہم ضرورت بن چکی ہیں۔ روایتی نصاب اکثر دینی اور حفظی تعلیم پر مرکوز ہوتا ہے، لیکن جدید دور میں طلبہ کو نہ صرف دینی فہم بلکہ علمی اور منطقی مہارتوں کی بھی ضرورت ہے۔ عقلی علوم جیسے فلسفہ، منطق، سائنس اور تنقیدی سوچ کی تعلیم نصاب میں شامل کرنے سے طلبہ میں تجزیاتی صلاحیت، سوال کرنے کی عادت اور سوچنے کی آزادی پیدا ہوتی ہے۔ یہ اقدام نہ صرف تعلیمی معیار کو بلند کرتا ہے بلکہ طلبہ کو مختلف نظریات اور چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کرتا ہے۔ نصاب میں ایسی تبدیلیاں، جو عقلی علوم کو دینی تعلیم کے ساتھ متوازن طور پر شامل کریں، مدارس کی تعلیم کو زیادہ جامع، مؤثر اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔[25]

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

"اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖؕ-قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ"[26]

ترجمہ: کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

24۔ ایضاً

25۔ خالد، سلیم منصور، دینی مدارس میں تعلیم، اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، ص 67

26۔ الزمر 39:9

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 30, 2026

یہ آیت علم حاصل کرنے، غور و فکر کرنے اور عقل کے استعمال کی فضیلت کو اجاگر کرتی ہے، جو مدارس میں دینی اور عقلی علوم کے امتزاج کی ضرورت کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

- **عقلیات کا فروغ :**

درس نظامی میں منطق، فلسفہ، اور کلام (علم الکلام) کی تعلیم پر خاص زور دیا جا رہا ہے تاکہ طلبہ عقلی اور فلسفیانہ سوالات کا مدلل اور مستند جواب دے سکیں۔ روایتی دینی تعلیم اکثر حفظ اور روایت پر مبنی ہوتی تھی، لیکن جدید تعلیمی تقاضوں اور علمی چیلنجز کے پیش نظر مدارس نے نصاب میں عقلی علوم کو شامل کرنا شروع کر دیا ہے۔ منطق طلبہ کو سوچنے اور دلائل کے تجزیے کی مہارت دیتی ہے، فلسفہ انہیں بنیادی سوالات کے فلسفیانہ تناظر میں سوچنے کی تربیت دیتا ہے اور علم الکلام ایمان اور عقیدہ کے مسائل کو منطقی دلائل کے ذریعے سمجھنے اور بیان کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اس طرح کی تعلیم نہ صرف طلبہ کی علمی استعداد بڑھاتی ہے بلکہ انہیں الحاد، شک و شبہات، اور جدید فکری رجحانات کے مقابلے کے لیے تیار کرتی ہے، جس سے مدارس کی دینی اور علمی تعلیم دونوں مزید مؤثر بن جاتی ہیں۔[27]

علم الکلام:

اسلامی نظریات کے مطابق وہ علم جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، پیدائش مخلوق اور آخرت کے متعلق بحث کی جائے۔[28]

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

"هُوَ عِلْمٌ يَتَضَمَّنُ الحِجَجَ عَنِ الْعَقَائِدِ الْإِيْمَانِيَّةِ بِالْأَدِلَّةِ الْعَقلِيَّةِ وَالرَدُّ عَلى الْمُبْتَدِعَةِ الْمُنْحَرِفِيْن فِيْ الْاِعْتِقَادَاتِ عَن مَذَاهِبِ السَّلَفِ وَ أَهْلِ السنَةِ"[29]

ترجمہ: وہ علم جس میں عقائد ایمانیہ کا دلائل عقلیہ کے ذریعے دفاع کیا جاتا ہے نیز بدعتیوں اور اہل سنت و سلف کے عقیدہ سے انحراف کرنے والوں کا رد کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی علماء نے اسی تعریفات لکھی ہیں:

"هُوَ عِلْمٌ التَّوْحِيْدِ وَالصِّفَاتِ الْمَوْسُوْمُ بِالْكَلَامِ الْمُنْجِيْ عَنْ غَياهِبِ الشُّكُوْكِ وَ ظُلُمَاتِ الْاَوْهَامِ"[30]

ترجمہ: وہ علم توحید والصفات جس کا نام کلام رکھا گیا ہے (وہ علم الکلام) جو شکوک کے اندھیروں اور وہموں کی تاریکیوں سے نجات دلانے والا ہے۔

"عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ ذَاتِ اللهِ تَعَالى و صِفَاتِهِ وَ اَحوَالِ الْمُمْكِنَاتِ مِنَ الْمُبدَأِ والْمَعَادِ عَلى قَانُونِ الْاِسْلَامِ"[31]

27۔ خالد، سلیم منصور، دینی مدارس میں تعلیم، ص67

28۔ المنجد خزینہ علم وادب لاہور، ص:766

29۔ خلدون، عبدالرحمن، تاریخ ابن خلدون، بیروت: دارالفکر، ج1، ص485

30۔ القادری، مفتی محمد یوسف، غراض شرح عقائد، لاہور: شبیر برادرز، ص33

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 30, 2026

ترجمہ: علم الکلام وہ علم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور ممکنہ احوال یعنی مبداء و معاد سے قانونِ اسلام کے مطابق بحث کی جاتی ہے۔

"هُوَ عِلْمٌ بِالْعَقَائِدِ الدِّيْنِيَّةِ عَنِ الْأَدِلَّةِ الْيَقِيْنِيَّةِ"[32]

ترجمہ: یقینی دلائل سے حاصل ہونے والے دینی عقائد کا جاننا (علم الکلام) ہے۔

علم الکلام کے بہت سے نام آئمہ دین نے بیان کیے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

علم الکلام کو علم العقائد، علم اصول الدین، الفقہ اکبر، علم التوحید و صفات، علم الاستدلال، علم اسماء و صفات، علم الاصول اور جبکہ عصر حاضر میں التصور الاسلامی، الفکر الاسلامی اور علم الکلام کے ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

- **عصری علوم کی شمولیت:**

جدید مدارس، خاص طور پر تنظیم المدارس اور دیگر تعلیمی بورڈز، اپنے نصاب میں سائنس، کمپیوٹر سائنس، اور فلسفہِ سائنس کے بنیادی اصول شامل کر رہے ہیں تاکہ طلبہ الحادی نظریات کو سائنسی اور منطقی بنیادوں پر سمجھ سکیں اور ان کا مدلل جواب دے سکیں۔ یہ اقدام روایتی دینی تعلیم کے دائرہ کار کو جدید علمی تقاضوں کے مطابق وسیع کرتا ہے اور طلبہ کو نہ صرف دینی بلکہ سائنسی اور عقلی فہم کی تربیت فراہم کرتا ہے۔ سائنس اور فلسفہِ سائنس کے اصول طلبہ میں تحقیقی سوچ، تنقیدی تجزیہ، اور منطقی استدلال کی مہارت پیدا کرتے ہیں، جبکہ کمپیوٹر اور ٹیکنالوجی کی تعلیم انہیں جدید دنیا کے عملی اور علمی چیلنجز کے لیے تیار کرتی ہے۔ اس طرح کے نصابی اضافہ سے مدارس کے طلبہ نہ صرف دینی دلائل کو بہتر سمجھ سکتے ہیں بلکہ جدید فکری رجحانات اور الحاد کے سوالات کا مؤثر اور مستند جواب بھی دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔[33]

- **خاص کتب کا مطالعہ:**

رد الحاد پر لکھی گئی معاصر کتب جیسے وجود باری تعالیٰ پر عقلی دلائل اور مختلف قدیم و جدید فلاسفہ کے نظریات، اب مدارس کے نصاب کا حصہ بنائی جا رہی ہیں۔ اس کا مقصد طلبہ کو نہ صرف دینی تعلیم فراہم کرنا ہے بلکہ انہیں عقلی اور فلسفیانہ تناظر میں بھی سوچنے کی تربیت دینا ہے، تاکہ وہ الحاد اور شک و شبہات کے مسائل کا مدلل اور مستند جواب دے سکیں۔ نصاب میں یہ تحقیقی مطالعہ طلبہ کی تنقیدی سوچ کو فروغ دیتا ہے اور انہیں مختلف فلسفیانہ مکاتب فکر کے دلائل، ان کی کمزوریوں اور مضبوط

[31] ۔ الجرجانی، علي بن محمد بن علي الشريف الحسيني، التعريفات، بيروت: دار القلم، ص458
[32] ۔ نعمانی، علامہ شبلی، علم العقیدۃ والکلام، لاہور: ورلڈ ویو پبلشرز، ص5
[33] ۔ خالد، سلیم منصور، دینی مدارس میں تعلیم، ص71

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

پہلوؤں سے آگاہ کرتا ہے۔اس طرح کی تعلیم مدارس کو نہ صرف دینی اور علمی لحاظ سے مضبوط بناتی ہے بلکہ طلبہ کو معاصر علمی چیلنجز کے لیے بھی تیار کرتی ہے،اور ان میں مذہبی و عقلی فہم کے درمیان توازن پیدا کرتی ہے۔[34]

عقلی استدلال کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

" اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" [35]

ترجمہ: کیااللہ کے بارے میں کوئی شک ہے، جو آسمان وزمین کا خالق ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

" فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا-فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا"[36]

لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ ہر باطل سے دور رہتے ہوئے اپنا چہرہ اور عمل اللہ کی اطاعت کے لیے درست سمت میں رکھے۔یہ وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔اس فطرت میں کسی قسم کی تبدیلی یا تغیر نہیں کرنا چاہیے۔یہی سیدھا اور درست دین ہے، لیکن بہت سے لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔

کائنات کی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ" [37]

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات و دن کے باہم گردش میں عقلمند اور بصیرت رکھنے والوں کے لیے واضح نشانیات موجود ہیں۔یہ مظاہر غور و فکر کرنے والوں کو اللہ کی قدرت اور حکمت کی پہچان دلاتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

"وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ"[38]

ترجمہ: اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا اور وہ لوگ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

[34]۔ خالد، سلیم منصور، دینی مدارس میں تعلیم، ص71

[35]۔ ابراہیم10:14

[36]۔ الروم30:30

[37]۔ آل عمران190:3

[38]۔ انبیاء32:21

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

"لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ"[39]

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

زمین اور آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ غور و فکر محض ان کی ظاہری خوبصورتی یا رنگ و روشنی دیکھنے تک محدود نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ جانور بھی ایسا کر سکتے ہیں۔اصل مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی محدود عقل اور کمزور ذات کو پہچانے، کیونکہ زمین و آسمان کے عجائب کی گہرائی اور پیچیدگی اس کے ذاتی شعور سے کہیں زیادہ وسیع ہیں۔انسان کو معرفت کے درجات پر بتدریج ترقی کرنی چاہیے۔سب سے پہلے اپنی ذات کو پہچاننا اور اپنے اندر موجود صلاحیتوں و کمزوریوں کا ادراک کرنا ضروری ہے۔اس کے بعد زمین اور اس میں موجود تمام چیزوں کا علم حاصل کرنا چاہیے، پھر ہوا، بادل اور دیگر قدرتی مظاہر کے عجائب پر غور کرنا چاہیے۔[40]

اس کے بعد آسمان، ستاروں، کرسی اور عرش کے اسرار کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، پھر عالمِ اجسام سے عالمِ ارواح تک کی سیر، فرشتوں، جنوں اور شیطانوں کے درجات اور مقامات کی معرفت حاصل کرنا چاہیے۔آسمان و ستاروں کی گردش، ان کی حرکت، مشرق و مغرب، رنگ، سائز اور شکل پر غور کرنا چاہیے۔کچھ ستارے چھوٹے اور کچھ بڑے ہیں، بعض بیل یا بچھو کی شکل کے ہیں۔ان کی گردش کی رفتار اور دورانیہ بھی مختلف ہے؛ بعض ستارے چند ماہ میں پورے آسمان کا سفر طے کرتے ہیں، بعض کو کئی سال لگتے ہیں، اور کچھ ستارے 30,000 سال میں اپنے مدار کی مکمل گردش کرتے ہیں۔زمین کے عجائب اور اس کی وسعت کو جاننے کے بعد یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ہر چیز کی عظمت اور فرق اس کی شکل، حجم اور مقام کے مطابق ہوتا ہے۔اگرچہ زمین بہت وسیع ہے، لیکن سورج زمین سے بڑا ہونے کے باوجود چھوٹا نظر آتا ہے کیونکہ وہ بہت دور ہے۔سورج اتنی تیزی سے حرکت کرتا ہے کہ آدھی ساعت میں زمین سے اس کا دائرہ مکمل طور پر گزرتا ہے۔اسی طرح ایک ستارہ زمین سے سو گنا بڑا نظر آتا ہے، اور اس کی اصل عظمت تصور سے باہر ہے۔یہ تمام مظاہر انسان کی نگاہوں میں چھوٹا دکھائی دینے کے باوجود، اس سے اللہ تعالیٰ کی حقیقی عظمت اور برتری کا علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔اس طرح غور و فکر انسان کو خالقِ حقیقی کی شان و شوکت اور قدرت کی گہرائی کا شعور دلاتا ہے۔[41]

جدید تعلیمی و تحقیقی مراکز(Specialized Research Centers)

- **ردالحاد شعبہ جات :**

39۔ مومن 57:40

40۔ نقشبندی، محمد سعید، کیمیائے سعادت، طبع چہارم، 2020ء، پروگریسو بکس، ج 2، ص 917

41۔ نقشبندی، محمد سعید، کیمیائے سعادت، ج 2، ص 918

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 30, 2026

کئی بڑے مدارس نے خصوصی شعبہ جات قائم کیے ہیں جو صرف الحاد، لادینیت، اور مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات پر تحقیق کرتے ہیں۔ یہ شعبہ جات نہ صرف نصابی اور تحقیقی کام کے لیے مخصوص ہیں بلکہ طلبہ اور اساتذہ کو جدید علمی، فلسفیانہ، اور سائنسی چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل بنانے میں بھی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان تحقیقی مراکز میں الحاد کے مختلف نظریات کا تجزیاتی جائزہ لیا جاتا ہے، معاصر فلسفیانہ دلائل کی روشنی میں رد فراہم کیا جاتا ہے، اور مستشرقین کے تنقیدی موقف کا منطقی جواب تیار کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے اقدامات مدارس کی علمی استعداد کو فروغ دیتے ہیں اور طلبہ میں دینی و عقلی فہم کے درمیان توازن قائم کرتے ہیں، تاکہ وہ نہ صرف ایمان میں مضبوط رہیں بلکہ معاصر دنیا میں پیش آنے والے فکری سوالات کا مدلل جواب دے سکیں۔[42]

- **سیمینارز اور ورکشاپس :**

طلبہ اور نوجوانوں کے لیے الحاد کے اسباب، سائنسی اشکالات، اور نفسیاتی پہلوؤں پر خصوصی سیمینارز اور لیکچرز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان تعلیمی سیشنز کا مقصد طلبہ کو نہ صرف دینی اور عقلی دلائل سے روشناس کروانا ہے بلکہ انہیں الحاد اور شک و شبہات کے پیچھے موجود نفسیاتی اور علمی عوامل کی سمجھ بھی فراہم کرنا ہے۔ سیمینارز اور لیکچرز میں ماہرین، اساتذہ اور محققین طلبہ کو مختلف فکری چیلنجز، جدید سائنسی نظریات، اور فلسفیانہ اعتراضات کے تجزیاتی جائزے سے آگاہ کرتے ہیں۔ اس طریقہ کار سے طلبہ کی تنقیدی سوچ، فکری استدلال، اور علمی تحفظ کی صلاحیت بڑھتی ہے، اور انہیں معاصر علمی ماحول میں ایمان کی مضبوطی کے ساتھ فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔[43]

فکری اور نفسیاتی تربیت (Intellectual & Psychological Training)

- **فطری و قلبی علاج :**

الحاد کا علاج مدارس میں صرف عقلی دلائل تک محدود نہیں سمجھا جاتا، بلکہ اسے قلبی اور روحانی پہلوؤں کے ساتھ بھی مربوط کیا جاتا ہے۔ اس تناظر میں، طلبہ کی تربیت میں صحبتِ صالحین، ذکر و فکر، اور قرآن کریم سے مضبوط تعلق قائم کرنے پر خاص زور دیا جاتا ہے تاکہ الحاد کے پیچھے چھپے نفسیاتی عوامل، جیسے ناامیدی یا راہِ راست سے

[42] ۔ نقشبندی، محمد سعید، کیمیائے سعادت، ج2، ص919

[43] ۔ نذیر، محمد مبشر، الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات، ص143

CC BY

بھٹکنا، کا سدباب کیا جاسکے۔ یہ روحانی اور اخلاقی تربیت طلبہ میں ایمان کی گہرائی پیدا کرتی ہے اور انہیں عقلی دلائل کے ساتھ ایک متوازن فکری و روحانی بنیاد فراہم کرتی ہے، جس سے الحاد کے مختلف نظریات کے مقابلے میں مضبوط موقف اختیار کرنا ممکن ہوتا ہے۔[44]

بزرگوں کا یہ قول ہے کہ: برے دوست کی مثال کوئلے کی طرح ہے، گرم ہو تو پکڑنے پر ہاتھ جلاتا ہے اور اگر ٹھنڈا ہو تو کالے ضرور کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ"[45]

"اور اگر شیطان تمھیں بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔"

قرآن حکیم کی یہ آیت ہمیں واضح راہ نمائی دیتی ہے کہ بُرے لوگوں کی صحبت سے بچو، کیوں کہ اس کے اثرات تباہ کن ہوتے ہیں، جن کے نتیجے میں انسان بنیادی اخلاق تک سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی مفہوم کی وضاحت میں سورۃ التوبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"[46]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس آیت سے ہمیں یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ سچے اور پاکیزہ کردار کے حامل لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہے اور تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ سے مراد حق و باطل میں فرق کرنا، نظامِ ظلم کے خاتمے کے لیے جِدو جُہد کرنا اور نظام عدل قائم کرنا تقویٰ ہے۔

جیسے قرآن حکیم میں ارشاد ہے؛ عدل کرو، یہی تقویٰ کے قریب ترین ہے۔[47]

جو لوگ تقویٰ پر قائم ہیں، ان کے ساتھ رہنے سے نہ صرف انسان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے، بلکہ اخلاق و کردار بھی نکھرتا ہے۔

• سوالات کی حوصلہ افزائی:

پرانے روایتی انداز کے برعکس، جدید تعلیمی حکمت عملی میں طلبہ کو سوال پوچھنے اور شبہات پیش کرنے کی کھلی اجازت دی جاتی ہے۔ اساتذہ طلبہ کے پیش کردہ شبہات اور عقلی سوالات کو نہ صرف سنتے ہیں بلکہ انہیں منطقی اور تشفی بخش جوابات فراہم کرتے ہیں، جس سے طلبہ کی فکری صلاحیت، تنقیدی سوچ، اور عقلی استدلال کی

44۔ نذیر، محمد مبشر، الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات، ص144
45۔ الانعام6:68
46۔ التوبہ9:119
47۔ المائدہ5:8

CC BY

مہارت میں اضافہ ہوتا ہے۔اس طریقہ کار سے مدارس میں طلبہ کو صرف دینی معلومات یاد کرنے والا نہیں بلکہ سمجھنے والا اور تجزیاتی طور پر سوچنے والا بنایا جاتا ہے، اور وہ الحاد یا دیگر فکری چیلنجز کا مؤثر اور مستند جواب دینے کے قابل بنتے ہیں۔[48]

سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل دعوت (Digital Da'wah)

• **آن لائن مواد :**

علماء کرام اب سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز، جیسے YouTube اور Facebook، کا استعمال کرتے ہوئے الحادی نظریات کا علمی اور مؤثر رد پیش کر رہے ہیں۔ یہ ڈیجیٹل حکمت عملی طلبہ اور نوجوانوں تک دینی و عقلی دلائل کو براہِ راست پہنچانے کا ایک مؤثر ذریعہ بن گئی ہے، جہاں وہ اپنے شبہات کے جوابات حاصل کر سکتے ہیں اور مختلف فکری چیلنجز سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔اس جدید طریقہ کار سے نہ صرف علمی مواد کی رسائی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ مدارس کی تعلیم کو معاصر دور کے ڈیجیٹل ماحول سے ہم آہنگ کیا گیا ہے، جس سے طلبہ کو الحاد اور دیگر نظریاتی مسائل کے بارے میں فوری اور مستند رہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔[49]

• **سوال و جواب کی ویب سائٹس:**

مدارس سے وابستہ ویب سائٹس پر الحادی اعتراضات کے اردو اور انگریزی میں مدلل اور مستند جوابات فراہم کیے جا رہے ہیں۔ یہ اقدام طلبہ اور عام قارئین کے لیے ایک آسان اور قابل رسائی ذریعہ مہیا کرتا ہے تاکہ وہ مختلف فکری چیلنجز اور الحادی نظریات کے بارے میں علمی اور عقلی بنیادوں پر معلومات حاصل کر سکیں۔ ویب سائٹس کے ذریعے یہ مواد نہ صرف نصابی تعلیم کے مؤثر تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ معاصر دنیا کے ڈیجیٹل ماحول میں دینی تعلیم کی پہنچ کو بھی وسعت دیتا ہے۔اس سے مدارس کی تدریسی حکمت عملی میں تنوع آتا ہے اور طلبہ و نوجوان الحاد اور شک و شبہات کے بارے میں فوری، مستند اور مدلل رہنمائی حاصل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔[50]

جدید تعلیم یافتہ طبقے تک رسائی

• **کالج/یونیورسٹی طلبہ سے رابطہ :**

مدارس کے فضلاء اب صرف مدارس تک محدود نہیں رہ گئے بلکہ انہوں نے یونیورسٹیوں کے طلبہ کے لیے خصوصی نشستیں اور "ڈیبیٹ سوسائٹیز" کا انعقاد بھی

[48]۔ نقشبندی، محمد سعید، کیمیائے سعادت، ج2، ص544
[49]۔ ایضاً
[50]۔ نقشبندی، محمد سعید، کیمیائے سعادت، ج2، ص545

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

شروع کر دیا ہے تاکہ طلبہ کے فکری شبہات اور الحادی نظریات کے بارے میں سوالات کا مؤثر اور علمی جواب فراہم کیا جا سکے۔ ان نشستوں اور مباحثوں میں طلبہ کو بحث و تمحیص کے ذریعے سوالات پوچھنے اور دلائل پیش کرنے کی آزادی دی جاتی ہے، جبکہ فضلاء انہیں منطقی اور مستند جوابات فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح کے اقدامات مدارس اور جدید تعلیمی اداروں کے درمیان فکری رابطے کو مضبوط کرتے ہیں، طلبہ کی تنقیدی سوچ اور علمی سمجھ کو فروغ دیتے ہیں، اور انہیں معاصر دنیا میں پیش آنے والے الحاد اور دیگر فکری چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل بناتے ہیں۔[51]

خلاصہ:

ذہنی دباؤ یا ڈپریشن آج کے دور میں تیزی سے پھیلنے والا ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے، جو انسان کی ذہنی، جذباتی اور نفسیاتی کیفیت کو شدید متاثر کر رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سے افراد بے چینی، مایوسی اور اندرونی اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ماہرینِ نفسیات اور معالجین اس بیماری کے علاج کے لیے ادویات کے ساتھ ساتھ ذہنی سکون اور مراقبے جیسے طریقوں کو بھی اہم سمجھتے ہیں۔ تاہم اسلامی تعلیمات خصوصاً قرآنِ مجید انسان کی باطنی اصلاح اور روحانی سکون پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ قرآن انسان کے دل میں یہ یقین پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا اور حقیقی مددگار ہے۔ یہی یقین انسان کو عبادت، ذکرِ الٰہی، دعا اور نماز کی طرف مائل کرتا ہے، جن کے ذریعے اسے قلبی اطمینان اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے رب سے مضبوط تعلق قائم کر لیتا ہے تو زندگی کی مشکلات اور ذہنی پریشانیاں اس کے لیے نسبتاً آسان محسوس ہونے لگتی ہیں۔ قرآنِ کریم انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ موجودہ پُرآشوب دور میں حقیقی سکون حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو سمجھنا، ان پر غور کرنا اور عملی زندگی میں اپنانا نہایت ضروری ہے۔

حوالہ جات:

1. القرآن
2. القاموس الجدید،، وحیدالزماں قاسمی کیرانوی، بیروت: ادارہ اسلامیات
3. القرطبیؒ، امام محمد بن احمد، تفسیر قرطبیؒ، 2011ء، القاہرۃ: دارالکتب المصریہ
4. الرازی، امام فخرالدین، تفسیر کبیر، 2020ء، بیروت: دارالفکر
5. افریقی، ابن منظور، لسان العرب، 2004ء، بیروت: دار صادر
6. ازہری، محمد صدیق، ایمان والحاد، 2014ء، گجرات: شعبہ نشرواشاعت مدرسہ برکات المصطفیٰ، رامپر بڑاپکچھ
7. القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، فتاویٰ یوسف القرضاوی، 1999ء، دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز
8. الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات، محمد مبشر نذیر، کراچی: دارالتحقیق برائے علم و دانش

[51]۔ خالد، سلیم منصور، دینی مدارس میں تعلیم، ص152

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 5 | May 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 30, 2026

9. التعریفات، علي بن محمد بن علي الشريف الحسيني الجرجانی،، بیروت: دارالقلم
10. بروسی، شیخ اسماعیل حقی، روح البیان، 2005ء، بیروت: داراحیاء التراث العربی
11. تفسیر قرطبی، امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، بیروت: دارالفکر
12. تفسیر خازن، علاء الدین علی بن محمد بغدادی، مصر: مطبعہ میمنیہ
13. تفسیر مدارک، امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی، بیروت: دارالمعرفہ
14. تاریخ ابن خلدون، عبدالرحمن خلدون،، بیروت: دارالفکر
15. دینی مدارس میں تعلیم، سلیم منصور خالد، اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز
16. روح البیان، شیخ اسماعیل حقی بروسی، بیروت: داراحیاء التراث العربی
17. سنن ابی داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، بیروت: المکتبۃ العصریہ صیدا،
18. سنن ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ ترمذی، بیروت: دارالفکر
19. صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، بیروت: دارالکتب العلمیہ
20. صلیبا، ڈاکٹر جمیل، المعجم الفلسفی، 1403ھ، مصر: مجمع اللغۃ العربیۃ قاہرہ
21. علم العقیدۃ والکلام، علامہ شبلی نعمانی، لاہور: ورلڈ ویو پبلشرز
22. غراض شرح عقائد، مفتی محمد یوسف القادری،، لاہور: شبیر برادرز
23. کیمیائے سعادت، محمد سعید نقشبندی، طبع چہارم، 2020ء، پروگریسو بکس
24. لوئیس، معلوف، المنجد، 2016ء، خزینہ اردو ادب، لاہور: اردو بازار
25. مشتاق احمد، مدارس اور دینی تعلیم: ایک تحقیقی مطالعہ، لاہور، 2015ء
26. مصری، ملحد اسماعیل احمد ادھم، لماذا انا ملحد، ننکانہ صاحب، صادق علی زاہد
27. نذیر، محمد مبشر، الحاد ایک تعارف، طبع اول، 2017ء، لاہور: تاج محل

CC BY